سرچشمۂ ہدایت: اہلِ مغرب کی تنگ نظری، مذہبی تعصب شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کا بنیادی سبب

صدیوں سے یہود و نصاریٰ کی انتہاپسندی و تنگ نظری، دینِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین آمیزی کا باعث ہے.................ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

رواداری، تحمل، برداشت اور انسان دوستی کا درس دینے والے مغرب کی اظہارِ رائے کی آزادی کے نام پر ''محسنِ انسانیت ﷺ'' کی توہین حد درجہ شرمناک اور قابلِ مذمت عمل ہے

دورِ حاضر میں جب کہ غیر مسلم تہذیبوں کا عالمی قائد اور پیشوا مغرب، مسلسل اسلام، پیغمبرِ اسلام ﷺ اور امتِ مسلمہ کے خلاف طبلِ جنگ بجا رہا ہے اور دنیا کو مستقبل میں اسلام اور غیر مسلم تہذیبوں کے درمیان ایک تہذیبی معرکہ برپا ہونے کی خبر دے رہا ہے۔ ساتھ ہی وہ اپنی طرف سے اس جنگ کے لیے پوری تیاریاں بھی کر رہا ہے، جو کچھ پیش قدمی اس وقت ممکن ہے، وہ بھی کر رہا ہے۔ ان حالات میں مسلم امہ کے لیے یہ سمجھنا بڑا اہم اور ضروری ہے کہ وہ اصل مسئلہ کیا ہے جس کے گرد یہ تہذیبی جنگ لڑی جا رہی ہے؟ اس جنگ میں فیصلہ کن حیثیت کس ایشو اور کس مسئلے کو حاصل ہے؟ اس سوال کا صحیح جواب، صحیح سوچ، حکمتِ عملی اور ترجیحات اختیار کرنے کے لیے ناگزیر ہے۔ شاید کم ہی لوگ ہوں گے، جنہیں اس بات کا ادراک ہو یا جو اسے آسانی سے تسلیم کر لیں، لیکن اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اصل اور فیصلہ کن مسئلہ رسالتِ محمدیؐ کی صداقت کا ایشو ہے۔

غارِ حرا میں پہلی وحی آنے کے بعد، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کفار و مشرکین کے نزدیک روزِ اوّل سے یہی سوال نزاع و جدل کا اصل موضوع تھا اور آج بھی یہی ہے۔ اس وقت بھی انسان اسی بات کے ماننے اور نہ ماننے پر دو کیمپوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور ان کے جواب نے قوموں کے مقدر اور تاریخ و تہذیب کے رخ کا فیصلہ کر دیا تھا، آج بھی اسی سوال پر مستقبل کا مدار ہے۔ یہ کش مکش تو ازلی و ابدی ہے۔ (بحوالہ: خرم مراد/ مغرب اور عالمِ اسلام) اس حوالے سے اقبال کہتے ہیں:۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

اسلام، پیغمبرِ اسلامؐ، قرآن مجید اور امت مسلمہ کے خلاف اہلِ مغرب اور غیر مسلم دنیا کی اس شدید دشمنی کے اسباب کیا ہیں؟ ان کی نظر میں، ان کے خود ساختہ نظریے کے مطابق ان پر اسلام کی صورت میں جو تباہ کن آفت نازل ہوئی تھی، اس کی حیرت انگیز قوت و شوکت اور غلبے کا راز مسلمانوں کا رسالتِ محمدیؐ پر ایمان اور حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے محبت و وابستگی میں مضمر ہے۔ اس سے مقابلے کا راستہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا کہ قوت اور زندگی کے اس منبع کو ختم کیا جائے، اسے ختم کرنے کا طریقہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ حضور ﷺ کو نعوذ باللہ جھوٹا نبی، قرآن کو آپ کی خود ساختہ تصنیف اور آپؐ کے کردار کو غیر معیاری ثابت کیا جائے، خواہ اس جھوٹ کے لیے تہذیب و معقولیت کی ہر حد پھلانگنا پڑے۔ آج اس کا واضح اعتراف موجود ہے۔ دنیا کی قیادت کے لیے مغربی تہذیب کا حریف ایک ہی ہو سکتا ہے، وہ ہے'' اسلام''۔ اس سے مغرب کا تصادم ہو سکتا ہے، اس لیے کہ اسلام ایک آئیڈیا ہے، آج کی دنیا میں اپنی نوعیت کا واحد آئیڈیا۔ یہ آئیڈیا انسانی تجربے اور مشاہدے سے ماوراء حق کے وجود پر یقین کا مدعی ہے، اس کے نزدیک یہ وہ حق ہے جو چودہ سو سال پہلے سرورِ کائنات حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا اور قرآن کی صورت میں محفوظ و موجود ہے۔ ایک تہذیب کی قوت اور غلبے کے لیے ایسے دین پر یقین کی قوت کے برابر کوئی قوت نہیں۔ اسی لیے اہلِ مغرب اسلام اور مسلمانوں سے خائف ہیں۔ انہیں خطرہ ہے کہ ایک نئی سرد جنگ آ رہی ہے، جو غالباً ''سرد'' نہ رہے گی۔ (ایضاً)

اسلام، پیغمبرِ اسلام ﷺ اسلامی شعائر اور امت مسلمہ کے خلاف جنون کی حد تک تعصب اور عناد پر مبنی توہین آمیز رویہ چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے، اس میں آج کے مہذب دور تک کوئی کمی نہیں آئی۔ اس سلسلے میں مغرب کے چند نامور مورخین، مفکرین اور مستشرقین کے افکار و نظریات ملاحظہ فرمائیں، جن سے ان کے تعصب، عناد اور حد درجہ جنون و تنگ نظری کا پتہ چلتا ہے۔

تجزیہ و پس منظر:۔ سیرت نگاری اور خصائلِ نبوی اکا بیان جس طرح امتِ محمدؐ میں حد درجہ محبوب و لائقِ احترام موضوع ہے، بدقسمتی سے مستشرقین اور بعض دیگر غیر مسلم حلقوں میں اس کے برخلاف اہانت و عداوت کے اظہار کا ذریعہ اور ہدفِ تنقید بنا ہوا ہے۔ مستشرقین اور دیگر متعصب غیر مسلم حلقے جو سیرتِ طیبہ پر تنقید کرتے نظر آتے ہیں، بدقسمتی سے ان کی تنقید اور اہانت کا نقطۂ آغاز سرورِ کائنات ﷺ کی ازدواجی زندگی اور اشاعتِ اسلام ہے۔ بہ الفاظِ دیگر آپ کی ایک سے زائد شادیاں، یہ وہ موضوع ہے جس پر مستشرقین، متعصب غیر مسلم حلقوں، اہانتِ رسول ﷺ کے مرتکبین نے حد درجہ ہرزہ سرائی کی اور یہ شرمناک سلسلہ تاحال جاری ہے۔

اس ناقابلِ تردید حقیقت کا اعتراف مغربی دنیا کے دریدہ دہن مستشرق منٹگمری واٹ (Watt. W. Montgomery) کو بھی ہے، موصوف اپنی کتاب'' اسلام کیا ہے؟'' میں رقم طراز ہے:'' مشکل یہ ہے کہ ہم اس گہرے تعصب کے وارث ہیں جس کی جڑیں قرونِ وسطیٰ کے جنگی پروپیگنڈے میں پیوست ہیں۔ اب اس کا وسیع پیمانے پر اعتراف کیا جانا چاہیے۔

تقریباً آٹھویں صدی عیسوی سے عیسائی یورپ نے اسلام کو اپنا دشمن سمجھنا شروع کیا جو عسکری اور روحانی دونوں حلقۂ اثر میں اس کے لیے خطرہ تھا۔ اسی خوف کے زیرِ اثر عیسائی دنیا نے اپنے اعتقاد کو سہارا دینے کے لیے اپنے ذہن کو ممکنہ حد تک انتہائی ناپسندیدہ نظروں سے پیش کیا...... بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں تراشا گیا اسلام کا تصور اہلِ یورپ کی فکر اور سوچ پر غالب رہا ہے۔

ڈاکٹر واٹ "Muhammad at Macca" میں لکھتا ہے:'' تاریخ کی عظیم ترین شخصیات میں سے مغرب میں محمد کی سب سے کم پذیرائی ہوئی ہے۔ مغربی مصنفین محمد ﷺ کے بارے میں بدترین چیز پر بھی یقین کرنے کو تیار رہتے ہیں، اور جہاں کہیں انہیں اپنے کسی فعل کی قابلِ اعتراض توضیح ممکن دکھائی دی، فوراً اسے ایک حقیقت تسلیم کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ (ظفر علی قریشی/ شانِ رسالتؐ میں گستاخی کی بحث کا تنقیدی جائزہ)

امریکی مورخ ایس پی اسکاٹ اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے:'' موروثی تعصبات کی بناء پر...... تمام الہیاتی عقیدوں میں سے کسی کو بھی اس قدر جہالت اور ناانصافی کا نشانہ نہیں بننا پڑا جتنا کہ اسلام کے اصولوں کو... پیغمبرِ اسلام ﷺ کے کردار سے ہر وہ برائی منسوب کر دی گئی جو انسانیت کے لیے باعثِ توہین اور بلاخیز ہو، بے اندازہ لغویات اور بدترین بہیمیت کو ان کی تعلیمات سے منسوب کر دیا گیا۔ کلیسائی معاندت اور بدباطنی نے اپنے حریف کے کردار کو داغ دار کرنے میں اپنے تمام وسائل صرف کر دیے۔

مغربی دنیا میں محسنِ انسانیت، فخرِ دو عالم، ہادیِ اعظم، سیدِ عرب و عجم حضرت محمد ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہے، حال ہی میں امریکا میں بننے والی گستاخانہ فلم ''مسلمانوں کی معصومیت''(INNOCENCE OF MUSLIMS) جس کا پروڈیوسر اسرائیلی نژاد امریکی یہودی نکولا بیسلے (NAKOULA BASSELEY) ہے، جو امریکی ریاست کیلی فورنیا کا رہائشی ہے۔ شانِ رسالت ؐ میں گستاخی پر مبنی اس فلم میں دینِ اسلام کو (نعوذ باللہ) کینسر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فلم کی تیاری پر پانچ ملین ڈالرز کی لاگت آئی، یہ تمام رقم امریکا کے سو یہودیوں سے جمع کی گئی۔ معروف گستاخِ رسول امریکی پادری ٹیری جونز بھی اس فلم کا اہم کردار ہے۔ اس فلم کی 13 منٹ کی فوٹیج سماجی رابطوں کی ویڈیو سائٹ ''یوٹیوب'' پر بھی نشر کی گئی جس سے نہ صرف ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں بلکہ رواداری، انسان دوستی اور احترامِ مذاہب کے علم بردار انسانی آبادی کے ایک بڑے طبقے کی شدید دل آزاری ہوئی ہے۔ ان دنوں جب کہ پوری دنیا کے مسلمان اس گستاخانہ فلم پر صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے۔ 19 ستمبر 2012ء کو فرانسیسی ہفت روزہ'' چارلی ہیبڈو''(CHARLIHEBDO) نے اپنے نئے ایڈیشن میں توہین آمیز خاکے شائع کیے، اس ناپاک جسارت

قرآن حکیم نے انتہائی واضح الفاظ میں مسلمانوں کو حکم دیا'' لا اکراہ فی الدّین قد تبیّن الرُّشدُ من الغیّ ''مغرب اور عالمِ اسلام میں قائم تعلقات جس اساس و بنیاد پر قائم ہیں، اسے سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ان تعلقات کی اصل بنیاد اب تک یہی ہے کہ مغرب آج بھی اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ اس کے اور عالمِ اسلام کے مابین صلیبی جنگیں ختم نہیں ہوئیں، بلکہ یہ ابھی تک جاری ہیں۔ اس امر کی وضاحت مسٹر آئی یوجین روستو کے اس بیان سے ہوتی ہے جو کہ اس نے امریکی وزارتِ خارجہ کے منصوبہ بندی کے شعبے کے صدر کی حیثیت سے جاری کیا تھا۔ (یہ منصوبہ بندی کے شعبے کا صدر ہونے کے ساتھ ساتھ نائب وزیرِ خارجہ بھی تھا اور مشرقِ وسطیٰ کے معاملات کے لیے 1967ء تک امریکہ کے سابق صدر جانسن کا مشیرِ خاص بھی تھا) اس کا بیان اس طرح ہے:'' ہمیں یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ ہمارے اور مسلم امّہ کے مابین پائے جانے والے اختلافات محض دو مختلف ریاستوں یا مختلف قوموں کے مابین پائے جانے والے اختلافات نہیں ہیں، بلکہ یہ دراصل اسلامی اور مسیحی تہذیبوں یا ثقافتوں کے مابین پائے جانے والے اختلافات ہیں، یہ دراصل صدیوں پر محیط اسلام اور مسیحیت کے مابین پائی جانے والی کش مکش کا نتیجہ ہیں، یہ کش مکش ہمیشہ سے آتش فشاں لاوے کی طرح برقرار رہی ہے، کبھی کوہِ آتش فشاں کی طرح اوپر کی سطح پر اور کبھی زیرِ زمین سلگتی ہوئی آگ کی طرح۔ بہر حال یہ کش مکش اب تک کسی نہ کسی صورت میں موجود رہی ہے اور قریباً ڈیڑھ سو سال سے اسلام اگرچہ یورپی غلبے کے سامنے سرنگوں ہو چکا ہے اور اگرچہ اسلامی تہذیب و ثقافت بھی اس مدت میں مسیحی تہذیب و ثقافت کی بالادستی کے سامنے اپنا سر جھکا چکی ہے، لیکن اس کے باوجود یہ کش مکش ختم نہیں ہوئی۔''

یہی اپنے موقف کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے:'' مغربی استعمار کا اس کے سوا کچھ اور مقصد نہیں ہے کہ اسلامی تہذیب و ثقافت کو ہر ممکن طریقے سے تباہ و برباد کر دیا جائے۔ گویا مختصر الفاظ میں اپنے موقف کی وضاحت یوں کر سکتا ہوں کہ ہماری منصوبہ بندیوں کی اصل اساس اور بنیاد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہم اہلِ مغرب اور مسلمانوں کے مابین صلیبی جنگوں کو ہر قیمت پر جاری رکھا جانا چاہیے۔''

مغربی مصنف لارنس براؤن لکھتا ہے کہ'' اسلام ہی وہ آہنی دیوار ہے جو کہ ہم یورپ والوں کے استعمار کے راستے میں بری طرح حائل ہے۔'' گلیڈ اسٹون جو کہ برطانیہ کا بااثر وزیرِ اعظم رہ چکا ہے اور وزارتِ عظمیٰ سے قبل امورِ خارجہ اور وزارتِ دفاع کا قلمدان بھی اس کے پاس رہ چکا تھا، یہ گلیڈ اسٹون کہتا ہے:'' جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے دلوں یا دماغوں میں حکمراں رہے گا، اس وقت تک یورپ اسلامی مشرق کو نہ تو اپنے قبضے میں لا سکتا ہے اور اگر اسے اپنے قبضے یا تسلط میں لے بھی آئے، تو وہ اپنے اس تسلط کو زیادہ دیر تک برقرار نہیں رکھ سکتا۔

☆ تہذیبوں کے درمیان تصادم کا نظریہ اور مغربی تہذیب کی بالادستی کا تصور:۔ پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد لکھتے ہیں: اکیسویں صدی کی آمد کا اعلان علمی اور عالمی سیاسی حلقوں میں بعض پیش گوئیوں اور دعووں کے ساتھ ہوا۔ مغربی سرمایہ داری نے اشتراکیت کی پسپائی کو اپنی فتح مندی سے تعبیر کرتے ہوئے نئے عالمی نظام کے نعرے کے ذریعے ایک نئے معاشی سامراجی دور کے قیام کا اعلان کیا اور عالمی سطح پر ایسی تنظیمیں قائم کیں جو معاشی شاہراہوں پر اپنی پوری گرفت رکھ سکیں، چنانچہ NAFTA, WTO اور APEC کی شکل میں عملاً چند اقوام کی معاشی قیادت کے منصوبے کو عملی شکل دی گئی۔ اس طرح شمال کی جنوب پر معاشی حاکمیت کو نئی صدی کے حوالے سے مستحکم اور موثر بنانے کی کوشش کے ساتھ ابلاغِ عامہ، تعلیم اور ثقافت کے شعبوں میں بھی عالمگیریت کے زیرِ عنوان مغرب کی نمائندہ اقوام ہی پر نہیں، جاپان جیسی معاشی طور پر ترقی یافتہ قوم پر حاوی ہونے کے لیے مناسب اقدامات کیے گئے۔

فکری محاذ پر مستقبل میں پیش آنے والے خطرات کے عکس کو ذہن میں لاتے ہوئے نوے کی دہائی میں امریکی مورخ سیموئل ہنٹنگٹن نے 1993ء میں نیویارک کے معروف سہ ماہی رسالے "Foreign Affairs" میں ایک مضمون میں تہذیبی تصادم کی پیش گوئی کی۔'' اسلام کا مستقبل'' یہ وہ سوال ہے، جو اس وقت مشرق و مغرب کے علمی حلقوں میں بڑے شد و مد سے اٹھایا جا رہا ہے۔ یہ موضوع اس وقت سے سنجیدہ و مربوط موضوع کی شکل اختیار کر گیا ہے کہ جب سے ہارورڈ یونیورسٹی کے یہودی پروفیسر سموئل ہنٹنگٹن نے'' تہذیبوں کے مابین تصادم''(Clash of Civilizations) کا نظریہ پیش کر کے پیش گوئی کی کہ مستقبل میں مغرب اور اقوامِ عالم کے درمیان کشمکش نہ تو معاشی ہوگی نہ سیاسی بلکہ تہذیبی ہوگی۔ اس ضمن میں انہوں نے اسلام کو مغرب کے مقابلے میں ایک متصادم تہذیب کے طور پر پیش کیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مستقبل میں ویسٹرن سویلائزیشن کے لیے اسلام کا خطرہ دکھا کر اسلام کے خلاف محاذ آرائی کے لیے دعوتِ فکر دی گئی ہے۔

مغربی حلقوں میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی بھی وجہِ فکر بنی ہوئی ہے، مسلمان امریکہ میں دوسری بڑی اکثریت بن چکے ہیں اور یورپ میں ان کی آبادی 25 ملین کے قریب پہنچ رہی ہے۔ یورپ (ای ای سی) کے کئی ملکوں میں اسلام کو دوسرا بڑا مذہب تسلیم کیا جا چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنی ذات میں ایک تسخیری طاقت رکھتا ہے۔ وہ لوگوں کو متاثر ہونے پر مجبور کرتا ہے۔ اب تک اس نظریہ کو کاٹنے والی تلوار وجود میں نہیں آسکی۔ اسلام کے نظریۂ فکر کی تلوار کبھی کند نہیں ہوئی۔ اس کے ہر دور میں قطعِ نظر اس کے وہ دور سیاسی و عسکری اعتبار سے مسلمانوں کے غلبے کا دور تھا یا مغلوبیت کا اسلام نے اپنی شاندار فتوحات برابر جاری رکھیں۔ زمانے کی موجودہ تبدیلی، عسکری محاذ سے فکری محاذ کی طرف عین اسلام کے مطابق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب اسلام کے نظریے کی طاقت سے خوف زدہ ہے، وہ اسلام کو اپنی فکر و دعوت پیش کرنے کا موقع دیئے بغیر پروپیگنڈے اور میڈیا کے زور پر ختم کر دینا چاہتا ہے۔

سیموئل ہنٹنگٹن کہتا ہے کہ مستقبل میں مغربی تہذیب کی برتری کو چیلنج کرنے والی سب سے بڑی ممکنہ طاقت مسلم تہذیب ہی ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

دیار مغرب کے رہنے والو، خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زر کم عیار ہو گا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جوشاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، نا پائیدار ہو گا

سیموئیل ہن ٹنگٹن نے اسلام اور مسلمانوں کو ہوا بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کے لیے وہ تاریخ سے بھی مثالیں لایا ہے اور حالیہ رجحانات کو بھی بحث میں کھینچ لایا ہے۔اس کے لیے سروے کی تیکنیک کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے 35ہزار افراد کی رائے کو اس شکل میں پیش کیا ہے کہ دو چیزیں ہیں، جو امریکیوں (مغرب) کی نظر میں آج سب سے بڑا خطرہ ہیں: ایک ایٹمی اسلحے کا پھیلاؤ اور دوسرا دہشت گردی۔ وہ کہتا ہے کہ ان دونوں کا منبع مسلمان ہیں۔اس کے الفاظ یہ ہیں: 60فی صد امریکی عوام شرق اوسط میں اسلامی احیا کو امریکی مفادات کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ وہ مزید کہتا ہے کہ مسلمان آج تو کمزور ہیں، لیکن اگر انہیں قابو نہ کیا گیا تو معاشی اعتبار سے یہ اپنے وسائل کو اپنے قبضے میں لے آئیں گے اور ایک بڑی معاشی طاقت بن جائیں گے۔ پھر آبادی کے اعتبار سے ان کی عالمی پوزیشن بدل رہی ہے۔ وہ مزید کہتا ہے کہ 1990ء میں دنیا کے عیسائیوں کی آبادی 25فی صد اور مسلمانوں کی 20،21 فی صد تھی، لیکن اب بدستور عیسائیوں کی آبادی کم ہو رہی ہے اور مسلمانوں کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ اس کے اندازے کے مطابق 2025ء تک مسلمانوں کی آبادی دنیا کی آبادی کا 30فی صد ہو جائے گی اور یہ عیسائیوں کی آبادی سے بھی بڑھ جائے گی۔اس دوران اگر مسلمانوں نے اپنی فوج اور اپنی ایٹمی قوت کو ترقی دی، تو پھر وہ مغرب کی بالادستی (Superamacy) کو چیلنج کر دیں گے۔ یہ ہے مغربی تہذیب کے لیے اصل خطرہ۔اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی اور توہین آمیزی کے اسباب و محرکات جن کے زیر اثر اہل مغرب آج بھی تعصب و تنگ نظری کی چادر اوڑھے انتہاپسندی کا شکار نظر آتے ہیں، لیکن محسن انسانیت ﷺ کی عظمت و صداقت لوح ازل پر کندہ ہے۔اقبال کیا خوب کہتے ہیں:۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

امت مسلمہ کے دل و دماغ میں حب رسولؐ اور عشق رسول کا جذبہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔

مصحفِ لم یزل، پیش لفظِ ازل
جملۂ اختتام تجھ پہ لاکھوں سلام
مطلعِ ہر طبق، ہر سحر کی شفق
ہر صدی کے امام، تجھ پہ لاکھوں سلام